اس کتاب (الشاطبیہ) کا پورا نام ''حرز الامانی ووجہ التہانی'' اور یہ دراصل امامِ علوم قرآنی حضرت علامہ دانی رحمہ اللہ کی نثری کتاب ''تیسیر'' کا منظوم پیراہن ہے۔ شاعر ہیں امام ابو قاسم الشاطبی۔ ہر دو اپنے اپنے زمانے میں علم قراءات وتجوید کے ائمہ ہوئے ہیں اور دونوں نے اس فضیلت والے علم کی بے تحاشا خدمت کی۔ ملحوظ رہے کہ یہ امام شاطبی اسرار شریعت کی مشہور اور عظیم الشان کتاب الموافقات فی اصول الشریعہ کے مصنف علامہ شاطبی نہیں بلکہ اُن سے تقریباً دوسو سال قبل کے بزرگ ہیں۔ علامہ شاطبی نے امام دانی کی تیسیر کو جب نظم کا لبادہ اڑھایا تو اپنی طرف سے اُس کی تزئین وآرائش اور تلخیص وتوجیہ وتوضیح وغیرہ سے بھی پیراستہ کیا۔ اس کی ایک سلسلے میں قرآن مجید کے مختلف فیہ الاداء مقامات میں صاحب اختلاف ائمہ کے اسماء کو مرموز انداز میں بیان فرمایا، نیز اس کے علاوہ بھی اُسلوبِ نظم کی تنگ دامانی کی وجہ سے بہت سے اشاروں، کنایوں، تلمیحات واستعارات کو استعمال کیا۔ جن کی بدولت کتاب ایک گونہ مشکل اور دقیق ہوگئی۔ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر دور کے علمائے قراءت نے اس کے اجمال کے بیان کے لیے مختلف شروح لکھیں اور اس کو قریب الفہم بنانے کے لیے مختلف طریقوں سے تدوین کیا۔ فاضل محقق جناب خالد محمود نے اس کے قدیم متداول نسخوں اور شروح سے استفادہ کر کے تلوین (رنگوں کے ذریعے امتیاز) کے جدید طریقے کی بنیاد پر اس نسخے کو مدوّن کیا ہے۔ جتنے آسان لفظوں میں ہم اس تدوین کا تعارف پیش کر رہے ہیں، یقین کیجیے کہ یہ عمل اُتنا ہی پیچیدہ اور کٹھن تھا۔ بے پناہ وابستگی، بے تحاشا محبت، لامتناہی جذبے اور مسلسل وپیہم اندرونی تحریک کے بغیر اس کام کا پایۂ تکمیل کو پہنچنا ناممکن اگر نہیں تو بہت مشکل ضرور تھا۔ کتاب کی از سرِ نو دستی کتابت، متن کی تصحیح میں غیر معمولی احتیاط، مضبوط چکنے کاغذ پر طباعت، عمدہ جلد بندی اور تلوین کی اضافی محنت واقعی طور پر قابلِ داد ہے۔ انحطاطِ علم کے اس زمانے میں ایسی محنت اور اتنی لگن کے ساتھ خالص علمی کام کرنا ہر اعتبار سے لائق تحسین اور قابلِ مبارکباد ہے۔
ہم قارئین کی توجہ ایک بار پھر اس تدوین کے زمانے کی طرف منتقل کرنا چاہیں گے کہ یہ وہ زمانہ ہے جب قراءات کا انکار باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں کیا جا رہا ہے ایسے میں فاضل محقق کا یہ عشق نامہ جہاں بہت سے خالص علمی اور درسی فوائد پر مشتمل ہے وہیں یہ مستغربین پاکستان اور ان کے فکری ملأ اعلیٰ کے لیے ایک جواب بھی ہے۔ ایک بھرپور، مسکت اور دندان شکن عملی اور افادی جواب۔

● **کتاب: روئیداد مناظرہ حیات الأنبیاء بمقام ہتھیجی۔ ضلع بہاولپور**

مرتب: مولانا جمیل الرحمٰن عباسی　　صفحات: ۱۲۷　　قیمت: درج نہیں

ناشر: ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان

مسئلہ حیات الانبیاء فی القبور امت کے اجماعی اور اتفاقی مسائل میں سے ایک ہے۔ اس مسئلہ پر سلف وخلف اہل سنت علماء میں سے کسی کا کوئی اختلاف منقول نہیں ہے۔ تا آنکہ بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں بعض علماء کو اس مسئلے میں ایک علیحدہ اور نئی رائے کا انکشاف ہوا، اور انھوں نے خالص علمی اور درسی نوعیت کی اس بحث کو عوامی اور تبلیغی اجتماعات میں بیان کر کے اختلافی صورت کو معرضِ وجود بخشا۔ یہ اختلاف غلط مقام پر بیان ہونے اور غلط افراد کے اشتراکِ کار کی وجہ سے جب شرافت کی حدود اور علمی اختلاف کے دائرے سے باہر نکلنے لگا تو اکابر کو اس صورت حال پر تشویش ہوئی۔ چنانچہ مہتمم دار العلوم دیوبند متکلم اسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ پاکستان تشریف لائے اور طرفین سے ایک

متفقہ عبارت پر دستخط لیے اور طے ہوا کہ آئندہ عوامی اجتماعات اور غیر عالم مستفسر کے سامنے صرف اسی عبارت کو پیش کیا جائے گا جزئیات کی تفصیل نگاری نہیں کی جائے گی۔عبارت کچھ یوں تھی کہ ''وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلقِ روح حیات حاصل ہے۔اور اس حیات کی وجہ سے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں''۔اس عبارت کے نیچے نومولود جمعیت اشاعت التوحید کے بانی امیر مولانا قاضی نور محمد رحمہ اللہ اور بانی ناظمِ اعلیٰ مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے دستخط بھی ثبت کیے گئے۔افسوس کہ اکابر کی یہ قابلِ تعریف وتقلید کوشش بھی کامیاب نہ ہوسکی۔اور توحید واحیائے دین کے پاک نام پر فتنہ پردازی وافتراق اندازی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کا دھندہ کبھی بے نتیجہ مناظروں کے ذریعے، کبھی عوامی اجتماع میں ہیچو ما دیگرے نیست کے نعروں کے ذریعے، کبھی ہلڑ بازی اور شور وشغب کے ذریعے اور کبھی مبارزت اور چیلنج بازی کے ذریعے جاری رہا۔

یہ کتاب ایسے ہی ایک ہنگامے کو فرو کرنے کی کہانی سناتی ہے، بلکہ کتاب کیا سنائے گی، کہانی خود ہی اپنا آپ سنانے اور منوانے پر تلی ہوئی نظر آتی ہے۔ایسی من مان اور من موجی کہانی ہے کہ نہ تو کسی استاذ العلماء کی جگت استادی کا لحاظ کرتی ہے نہ ہی کسی شیخ الکل کی تپسیا کا پالن کرنے کے لیے تیار ہے۔یہ کتاب دراصل ایک مناظرہ کی روئیداد ہے۔جو اسی مسئلہ حیات الانبیاء فی قبورھم کے عنوان پر فریقین کے اہل علم افراد کے مابین برپا ہوا۔حیرت کی بات ہے کہ مناظرہ میں طاقت کا توازن بالکل نہیں ہے۔ایک طرف ایک شیخ الحدیث اور استاذ العلماء براجمان ہیں اور دوسری طرف ایک نوخیز طالب علم بیٹھا ہے۔اور مزید حیرت یہ ہے کہ نتیجہ اس عدم توازن کا بالکل ہی الٹ نکلتا ہے۔

اہل سنت کے اتفاقی اور اجماعی نظریے کی وکالت کرنے والے عالم جناب مولانا جمیل الرحمٰن عباسی کا بیان ہے کہ

> ''یہ مناظرہ ۱۴۲۲ھ 2002ء میں تقریباً نو سال قبل ہوا تھا۔قارئین سوچتے ہوں گے کہ اس مناظرہ کو نو سال کے بعد شائع کرنے کی آخر کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ بجا ہے، مگر اس کا آغاز بھی منکرین حیات کی طرف سے ہوا ہے، چند دن پہلے برادرِ مکرم مولانا عبدالرحمٰن صابر صاحب نے فون پر بتایا کہ نو سال پہلے ہونے والا مناظرہ کتابی شکل میں مماتیت کیطرف سے شائع ہوگیا، میں حیران تھا کہ وہ لوگ مناظرہ کیسے شائع کر سکتے ہیں؟ جب کہ وہ اس مناظرہ میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے تھے، میں نے کتاب کا نسخہ منگوالیا جب مطالعہ کیا تو کتاب میں دیانت سر پیٹتی نظر آئی کہ مناظرہ میں ہر طرح کی قطع برید کی گئی تھی۔

کتاب میں صحت متن اور حروف خوانی کی کوششوں کے باوجود کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں۔امید ہے کہ کتاب کا نقشِ ثانی نقشِ اوّل سے بہتر ہوگا

آخر میں استاذ الحدیث مولانا منیر احمد منور کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔مولانا تو خاص اسی مسئلہ میں مخالفین کا رویہ بتلا رہے ہیں لیکن ہماری رائے میں یہ رویہ صرف اسی مسئلے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر کج فہم اور غلط رَو جماعت کا طرزِ عمل ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔